اللہ نور السموات والارض

نسخہ ہدایت واکسیر سعادت طریق نجات جامع حسنات یعنی

نور الایمان ۱۲۹۶ھ

للرجال والنسوان

از تصنیفات جناب مولانا حاجی مولوی عبد اللہ صاحب گیلانی

در مطبع انوار محمدی طبع شد

M.A LIBRARY, A.M U
U49580
ALIGARH
3 FEB 1960

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یا من تنزہ فی ذاتہ وصفاتہ الاحدیۃ | ویا من تفرد بالبقاء والقدم الازلیۃ

ویا من استن الانام الی قدرتہ القیومیۃ | نسئلک اللهم بانوارک القدسیۃ

ونتوسل الیک بشرف الذات المحمدیۃ | وبآلہ کواکب امن البریۃ

وباصحابہ اولی الہدایۃ والافضلیۃ | وبحملۃ شریعۃ اولی المناقب والخصوصیۃ

ان توفقنا فی الاقوال والاعمال الخالصۃ اللہیۃ | والصلوۃ والسلام علی آل واصحاب المصطفویۃ

انا فقیر مسکین عبد اللہ حنفی مجددی پنجابی مقامی حال موضع گیلانی پرگنہ بہار ضلع پٹنہ عظیم آباد بیچ خدمت مومنین کاملین اور مسلمین صالحین کے عرض کرتا ہے کہ جب یہ عاجز سنہ [illegible] ہجری میں بلاد ہند میں وارد وطن اصلی ملک پنجاب سے ہوا اکثر احباب و اغیار ساکنان موضع مجیدہ پرگنہ ششہزارہ ضلع راولپنڈی نے اس عاجز سے مسائل متعددہ بطور استفتا کے سوال کیا تھے جواب اونکا کتب تفاسیر و احادیث و فقہ حنفی سے مستنبط کرکے بعد غور و تامل زبان اردو میں لکھا آب حسب اصرار و استبداد بعض مخلصین صادقین اس دیار کے سوالات و انکے جواب کو دستخط و مہر سے علماء ہند کی مزین کرا کے بنظر اشاعت و ہدایت عامہ مسلمین کی مرتب کرکے نام اسکا رسالہ منور الایمان للرجال والنسوان رکھا جاتا ہے اور بعض فوائد حاشیہ پر ضمیمہ اس رسالہ کا کیا جاتا ہے

اللہ تعالی اس رسالہ کو مقبول خاطر خواص و عوام کرے و جمیع متبعین شریعت محمدیہ
کو اس رسالہ سے فائز المرام کرے امید ناظرین منصفین سے اسکے یہہ ہے
کہ اگر بمقتضای بشریت اسمین جو کچھ غلطی لفظی یا معنوی بوجہ نادانستگی زبان اردو
کے پاوین المومن مرآة المومن پر نظر رکہکر عیب پوشی کو کام فرماوین للہ اس ہنر دو
زدایای جہول کو ہدف سہام ملامت نہ بناوین وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم

کیا فرماتے ہین علما دین و مفتیان شرع متین ان مسئلون مین

سوال اول

اگر کوئی شخص نذر واسطے اولیاء اللہ کے اس طور پر کرے کہ یا حضرت شیخ
عبد القادر جیلانی رحمہ اللہ و یا حضرت شاہ فتح عالم شاہ کے ڈہیری والا۔ و یا حضرت
شاہ محمد غازی صاحب داڑہی والا۔ و یا حضرت جہجکی والا۔ و یا حضرت جنتی
پنڈہ والا۔ یا حضرت عبد الوہاب قاضیان والا۔ یا سوا اسکے اگر فلان غائب
میرا پہر آوے یا فلان مریض میرا شفا پاوے یا فلان حاجت میری بر آوے
تو مین آپکے واسطے جہنڈا یا چہڑی یا چادر یا شامیانہ آپکے مزار پر چڑہاؤنگا
یا غلہ یا حلوا یا مالیدہ یا پراٹہا یا دودہ یا مٹہائی یا مرغ یا بکرا یا روپیہ یا پیسا یا سوا اسکے
اور چیزونگا برابر ہے کہ یہہ کلمہ قبر کے پاس کہے یا دور سے پس آیا یہہ نذر وہ
یہہ کہنا جائز ہے یا نہ و نذر کرنے والا ایسی نذر سے مسلمان رہا یا مرتد ہوا اور
اون چیزون کا کہانا غنی یا فقیر کو حلال ہے یا حرام

جواب سوال اول

نذر واسطے اموات کے خواہ نبی علیہ السلام ہون یا شہید یا ولی رح ہون یا عامہ مسلمین
باجماع علماء باطل و حرام بلکہ شرک ہے اسواسطے کہ نذر شرع مین ایسی عبادت
مخصوصہ کا نام ہے کہ جسکو بندہ اپنی نفس پر واجب کرے اور چونکہ عبادت

مختص ہے واسطے اللہ تعالیٰ کی پس نذر جو عبارت عبادت مخصوصہ سے ہے
واسطے غیر اللہ تعالیٰ کے شرک فی العبادت ہوگا جیسا کہ محمد بن اسمٰعیل یمنی نے
تطہیر الاعتقاد عن ادران الالحاد میں لکھا ہے والنذر فی الشدائد لا یکون الا للہ
وحدہ والاستغاثۃ باللہ وحدہ والنحر لہ وجمیع العبادات من الخضوع والقیام تذللا
والرکوع والسجود والطواف کلہا لا یکون الا للہ تعالیٰ ومن فعل ذلک لمخلوق من حی
او میت سواء کان ملکا او نبیا او ولیا او شجرا او قبرا او جنیا فقد اشرک فی العبادۃ و
ان اقر باللہ وحدہ انتہی و نذر نیاز کسی بزرگ کی ماننے ہرگز حلال نہیں چنانچہ
زاد الآخرت میں ہے نذر و نیاز انبیاء و اولیاء و پیران و شہیدان وغیرہم
قبول نمودن بالاتفاق حرام است انتہی وفی البحر الرائق واما النذر الذی ینذرہ اکثر
العوام علی ما ہو مشاہد کان یکون لانسان غائب او مریض او لہ حاجۃ ضروریۃ
فیاتی الی بعض مزارات الصلحاء فیجعل سترہ علی راسہ ویقول یا سیدی فلان ان
رد غائبی او عوفی مریضی او قضیت حاجتی فلک من الذہب کذا او من الفضۃ کذا
او من الطعام کذا او من الماء کذا او من الشمع کذا او من الزیت کذا فہذا النذر باطل
بالاجماع لوجوہ منہا انہ نذر لمخلوق والنذر للمخلوق لا یجوز لانہ عبادۃ والعبادۃ لا تکون
لمخلوق ومنہا ان المنذور لہ میت والمیت لا یملک ومنہا انہ ظن ان المیت یتصرف
فی الامور دون اللہ تعالیٰ واعتقادہ بذلک کفر - وفی العالمگیریۃ والنذر الذی
یقع من اکثر العوام بان یاتی الی بعض الصلحاء ویرفع سترہ قائلا یا سیدی
فلان ان قضیت حاجتی فلک منی من الذہب مثلا کذا باطل اجماعا - ہاں اگر
نذر واسطے اللہ تعالیٰ کے کرے اور منذور کو طرف فقراء اس کے صرف کرے
تو جائز ہے چنانچہ اوسی بحر الرائق میں ہے الا ان قال یا اللہ
انی نذرت لک ان شفیت مریضی او رددت غائبی او قضیت حاجتی [illegible]

الفقراء الذین بباب السیدة نفیسة او الفقراء الذین بباب الامام الشافعی
او الامام اللیث او اشتری حصیرا للمساجد او زیتا لوقودها او دراہم لمن یقوم
بشعائرہا الی غیر ذلک مما یکون فیہ النفع للفقراء والنذر للہ عزوجل وذکر الشیخ انما
ہو لبیان محل صرف النذر لمستحقیہ القاطنین برباطہ او مسجدہ او جامعہ فیجوز
بهذا الاعتبار اذ مصرف النذر الفقراء وقد وجد المصرف۔ اور عالمگیری میں ہے نعم
قال یا اللہ نذرت لک ان شفیت مریضی او نحوہ ان اطعم الفقراء الذی بباب السیدة
نفیسة او نحوها او اشتری حصیر المسجد او زیتا لوقودها او دراہم لمن یقوم بشعائرہا
مما یکون فیہ نفع الفقراء والنذر للہ تعالی وذکر الشیخ انما ہو محل لصرف النذر
لمستحقیہ یجوز ذلک۔ فائدہ جبکہ طریقہ نذر اللہ تعالی کا معلوم ہو چکا اب
جاننا چاہیے کہ نذر مشروط بچند شروط ہے از انجملہ یک شرط یہ ہے کہ منذور
جنس واجب لعینہ سے ہو جیسا کہ نماز۔ روزہ۔ حج قربانی صدقہ جیسا کہ
شامی نے حاشیہ درمختار میں شرح ملتقی و بحر الرائق سے نقل کیا ہے
والنذر عمل اللسان وشرط صحتہ ان لا یکون معصیة کشرب الخمر ولا واجبا علیہ
فی الحال کان نذر صوما او صلوة وجبتا علیہ ولا فی المآل کصوم وصلوة یجبان
علیہ وان یکون من جنسہ واجب لعینہ مقصود۔ آور اشیاء منذورہ للہ تعالی
کو سوا فقرا کے کسیکو لینا حلال نہیں کما فی البحر الرائق ولا یجوز ان یصرف ذلک
لغنی غیر محتاج ولا الشریف منصب لانہ لا یحل لہ الاخذ ما لم یکن فقیرا محتاجا ولا لذی
نسب لاجل نسبہ ما لم یکن فقیرا ولا لذی علم لاجل علمہ ما لم یکن فقیرا ولم یثبت فی
الشرع جواز الصرف للاغنیاء للاجماع علی حرمة النذر للمخلوق ولا ینعقد ولا تشتغل
الذمة وانہ حرام بل سحت ولا یجوز لخادم الشیخ اخذہ ولا اکلہ ولا التصرف فیہ بوجہ
من الوجوہ الا ان یکون فقیرا او لہ عیال فقراء عاجزون عن الکسب وہم مضطرون

فیاخذونہ عن سبیل الصدقۃ المبتدرۃ واخذہ ایضا مکروہ مالم یقصد بہ الناذر التقرب
الی اللہ تعالی وصرفہ الی الفقراء ویقطع النذر عن نذر الشیخ۔ لیکن نذر بزرگون
کی جسکو سائل نے ذکر کیا ہے حرام ہوگی کما فی البحر الرائق فاذا علمت ہذا
فما یوخذ من الدراہم والشمع والزیت وغیرہا وینقل الی ضرائح الاولیاء تقربا
الیہم فحرام باجماع المسلمین مالم یقصدوا الصرفہا الفقراء الاحیاء وہکذا فی العالمگیریہ
والنہر والدر المختار وحاشیۃ الشامی والطحطاوی وغیر ذلک اور کہانا یا صرف
ہین لانا اون چیزون کا جو نذر بزرگون کے کی گئی اس وجہ سے کہ وہ منذور
لغیر اللہ ہے فقیر وغنی دونون کو حرام ہے چنانچہ عبارت بحر الرائق کے
وانہ حرام بل سحت اسی پر دال ہے اور دلیل الصالحین مین ہے النذر
لا یکون الا للہ تعالی فمن نذر لنبی او ولی لا یلزم علیہ شیئ فان اعطی بذلک الشیئ
لاحد من الناس علی تلک النیۃ لا یجوز اخذہ ان علم الآخذ بذلک فان کان طعاما لا یحل
اکلہ وان کان ذبیحۃ فہو میتۃ فان اکلوا وسموا اللہ تعالی علیہا کفروا جمیعا اور زاد
الآخرۃ مین ہے اطعمہ واشربہ وغیر آن بمزارات بزرگان بردن برای تقرب
بایشان نہ برای حق تعالی باتفاق حرام است انتہی اور مجدد صاحب کہ جنکا سارا
ہند وسندھ معتقد ہے اپنے مکتوبات مین تحریر فرماتے ہین حیوانات را کہ نذر مشائخ
میکنند وبر سر قبر ایشان رفتہ آن حیوانات را ذبح می نمایند در روایات فقہیہ این عمل را
نیز داخل شرک ساختہ اند وفی شرح الملتقی البقر الذی ینذرہ الناس بارواح
المشائخ حرام لانہ منذور باسم المیت انتہی اور اسیطرح کا حکم ہے منذورات کفار کا
جیسا کہ شرح ملتقی مین ہے البقر الذی ینذرہ الکافرون باسم الآباء والاجداد
حرام لان فیہ حرمتین احدہما ان المنذور ملک الناذر ولا یجوز للمومن ان یتصرف
فی الملک الغیر ویاکل لان حق الغیر حرام والثانی بان طعم الکافرون باسم الآباء فہو

حرام لا یجوز للمسلم ان یاکل منہ وکذا البقر لانہ منذور باسم المیت انتہی **فائدہ**
جبکہ معلوم ہوا کہ تدرسواء اللہ تعالی کے اور کسیکی بانی شرک فی العبادۃ ہے اب
معلوم کرنا چاہیے کہ مومنین شرک سے جو باعث ہے مخلد فی النار ہونیکا
بہت بچا کرے اسیلئے اللہ تعالی جا بجا قرآن شریف میں ارشاد فرماتا ہے
قولہ تعالی ولا تشرک بعبادۃ ربہ احدا وقولہ تعالی فلا تجعلوا للہ اندادًا
وانتم تعلمون وقولہ تعالی واعبدوا اللہ ولا تشرکوا بہ شیئًا وقولہ تعالے
فاجتنبوا الرجس من الاوثان اور اسیطرح سے احادیث میں آنحضرت صلعم
نے بھی شرک سے بچنے کے لیے بہت کچھ منع فرمایا ہے قال النبی صلی اللہ
علیہ وسلم ولا تشرک بہ شیئًا رواہ البخاری ومسلم وقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم
لمعاذ بن جبل لا تشرک باللہ شیئًا وان قتلت او حرقت رواہ احمد۔ اور جسطرح
کہ نذر لغیر اللہ تعالی شرک ہے اوسیطرح انبیا علیہم یا اولیاء اللہ رحم کو متصرف
فی الامور سمجھنا اور انسے حاجتیں مانگنا بھی سراسر شرک ہے اور ایسا اعتقاد
کفر اللہ تعالی ہر مسلمان کو توفیق دیوے کہ طلب حاجتوں کی اللہ تعالے
سے کیا کریں جیسا کہ رد المحتار شامی میں نقلًا عن البحر الرائق عن شرح العلامۃ
قاسم لکھا ہے انہ ان ظن ان المیت یتصرف فی الامور دون اللہ تعالی فاعتقاد
ذلک کفر انتہی اور قاضی شہاب الدین دولت آبادی رح صاحب تفسیر بحر امواج
نے عقیدۂ اسلامیہ میں لکھا ہے بیان الفاظ الکفر والافعال التی تحبط بہا الطاعات
کلہا من الخواص والعوام سواء کانت بالقصد او بالسہو منہا استباحۃ استماع
اصوات الملاہی وخلوۃ الاجنبیات والنظر الی الامارد صبیح الوجہ وضرب الاقدام بعد
الصلوۃ الی العراق افتراءً علی المشائخ الذین یتبعون النبی علیہ السلام فی الحرکات والسکنات
والاقوال والاحوال واستحلال المعصیۃ صغیرۃ کانت او کبیرۃ واستخفافہا واستہزاء

الشریعة ودستہ ما نہتا وطلب الحوائج من الاموات والاستغاثة بہم اور زاد الآخرة
میں ہے و امور عالم بارادت خود تصرف نمودن ومیرانیدن وزندہ کردن وفراخ
روزی وتنگی آن نمودن وبیمار گردانیدن وصحت بخشیدن وحاجت ومراد برآوردن
ورفع بلا وآفت نمودن وجزان مختص بذات حق تعالی است وانرا برای
دیگری از رسل وانبیا واولیا وشہدا وپیران وبزرگان وغیرہم نیز دانستن
وبدین اعتقاد نذر ونیاز قبول کردن ومقاصد ومطالب از ایشان درخواستن
در وقت مصیبت وآفت یاد آوردن شرک است اینہمہ قاعدہ کافر لیست بخدا
شریک آورند نسبت او اللہ تعالی در سورہ نحل میفرماید۔ ویعبدون من
دون اللہ ما لا یملک لہم رزقا من السموات والارض شیئا ولا یستطیعون
ونیز در سورہ یونس میفرماید ولا تدع من دون اللہ ما لا ینفعک ولا
یضرک فان فعلت فانک اذا من الظالمین چڑہانا جھنڈا یا چھڑی کا مزار
پر کسی نبی یا ولی یا شہید کے صرف بیجا اور خلاف شریعت ہے مٹانا اور
گرانا اس جھنڈے اور چھڑی کا واجب ہے کما قال اللہ تعالی ان المبذرین
کانوا اخوان الشیاطین سئل ابن مسعود عن التبذیر فقال انفاق المال
فی غیر حقہ قال شعبة کنت امشی مع ابی اسحق فی طریقة الکوفة فاتی علی دار تبنی
بجص وآجر فقال ہذا التبذیر۔ معالم التنزیل ومن الانصاب ما قد نصبتہ الشیاطین
للمشرکین من شجر او عمود او وثن او قبر او خشبة او نحو ذلک والواجب ہدم ذلک
ومحو اثرہ انتہی۔ اغاثة اللہفان وقال الامام ابوبکر الطرطوسی انظروا رحمکم اللہ
اینما وجدتم شجرة یقصدہا الناس ویعظمونہا ویرجون البرء والشفاء من قبلہا ویضربون
بہا المسامیر والخرق فہی ذات انواط فاقطعوہا۔ مجالس الابرار۔ اور قبر پر چادر کپڑے
یا پھول کی چڑہانی یا شامیانہ کھڑا کرنا وغیرہ نا جائز و ممنوع ہے چنانچہ زاد الآخرة

مین نصاب الاحتساب سے نقل کیا ہے کہ قبر را بچادر پوشیدن و خیمہ
زدن و سائبان استادہ کردن منہی است لازم کہ چادر و جھنڈہ را تصدق کنند
و ثواب آن باہل مزار بخشند اور عینی نے شرح صحیح بخاری مین نیچے حدیث
لماماتت الحسن کی لکہا ہے کہ اورد البخاری ذلک دلیلا علی الکراہۃ وکرہ احمد ان
یضرب علی القبر فسطاطا و فتاوی ابراہیم شاہی مین ہے یکرہ ان یضرب خیمۃ
فسطاطا او قبۃ انتہی و کذا فی شرعۃ الاسلام و فتاوی رحمانیہ و مستور عن دار الغرور
و کشف الغطا و خلاصۃ الفقہ و غیر ذلک ۔ اور پکارنا اہل مزار کو اس اعتقاد سے
کہ جہان سے پکارونگا اہل مزار معلوم کر لیتا ہے شرک اور فعل کفار ہے
اور یہی خلاف کتاب اللہ زاد الآخرت مین ہے و دانستنی است کہ علم غیب مختص
است بذات باری تعالی پس انبیاء و اولیاء و شہدا و نجوم و رمال و کاہن و فالگو
و غیرہم را ازان شریک دانستن شرک است چہ حق تعالی در سورہ انعام پارہ
ہفتم می فرماید وعندہ مفاتح الغیب لا یعلمہا الا ہو و نیز در سورہ نحل پارہ بستم
می فرماید قل لا یعلم من فی السموات والارض الغیب الا اللہ و در پارہ بست و یکم
فرمود ان اللہ عندہ علم الساعۃ وینزل الغیث ویعلم ما فی الارحام وما تدری نفس
ماذا تکسب غدا وما تدری نفس بای ارض تموت ۔ و فتاوی قاضیخان مین ہے

لا یعلم الغیب لا الجن ولا الانس

سوال دوسرا

بعض لوگون مین حضرت پیران پیر کی گیارہوین کرنیکا یہہ دستور ہے کہ جسکے
پاس گائی یا بہینس یا بکری دودہ دینے والی ہوتی ہے وہ گیارہوین تاریخ
ہر مہینے کی کل دودہ بی بی فاطمہ رض کو دیتے ہین اور اوس روز اوس دودہ
کو بگمان فاسد و عقیدہ باطل حرام جانتے ہین کہ اگر آج کا دودہ مین خود کہاون گا

یا اپنی لڑکون کو کھلاونگا تو حضرت پیر مجھ سے بہت ناخوش ہونگے
اونکے شاگرد میرے مال اور اولاد مین نقصان عظیم پہونچاوینگے و اگر آج
دودہ اپنی مصرف مین نہ لاونگا تو مال اور اولاد مین میری ترقی ہوگی اس لیے
کہ یہہ حق اونکا ہے پس ہر شخص پر واجب ہے کہ حق اونکا سواے اہل بیت رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم یعنے سادات کرام کی کسی اور کو نہ دیوے اور بعضی جگہ
سادات وہان کے دعوی کرتے ہین کہ یہہ حق میرا ہے دوسرا کوئی اسکا
مستحق نہین اور یہہ عقیدہ فاسد رکہتے ہین کہ اگر سید دودہ کسی اور کو دیگا یا کہاوے
تو دینے والے کو ضرر پہونچیگا - اور جسکے پاس کوئی جانور دودہ دینے والا
نہین ہوتا ہے وہ موافق عقیدہ فاسد اپنے بخوف مضرت جان و مال و
اولاد اپنی تاریخ گیارہوین کو عوض دودہ کے آٹا یا غلہ حضرت سادات کو
دیتے ہین پس یہہ عقیدہ اور قول انکا شرعا درست ہے یا نہ و ان چیزونکا
سوا سادات کے اورونکو دینا جایز ہے یا نہ جواب گیارہوین کرنی حضرت
پیران پیر کی ساتھ قیود غیر مشروعہ کے دو حال سے خالی نہین یا وہ بطور نذر ہے
یا غیر نذر اگر اول ہے تو حکم نذر لغیر اللہ کا جواب سوال اول مین علی وجہ الاتم مذکور
ہوچکا یعنی وہ دودہ اور غلہ وغیرہ گیارہوین تاریخ ہر مہینہ کا منذور لغیر اللہ حرام ہوگا
اور کھانا ان چیزونکا بہی فقیر و غنی و سید وغیرہم کو حرام ہوگا اور ایسے گیارہوین کرنیوالا
بوجہ مرتکب ہونے نذر لغیر اللہ کے مشرک ہے اور اگر ثانی ہے تو اوسکا بہی دو حال
ہے اول یہہ کہ اگر وہ گیارہوین مع قیود غیر مشروعہ باعتقاد استحباب کی کرتا ہے
کہ اس طور سے کرنے مین حضرت پیر خوش ہوکر مجھکو نفع مثل کثیر اموال و اولاد کے
پہونچاوینگے و بصورت نا کرنے گیارہوین کے اسطور پر ضرر مثل اہلاک اموال اور
اولاد کے پہونچاوینگے چنانچہ اسیطرح کی گیارہوین مندرج سوال ہے پس یہہ عقا

شریک فی الافعال خلاف نصوص قرآنی واحادیث نبویہ کی اپنی اختیار سے ہے اسلیے
کہ نافع وضار حقیقی وہی معبود تعالی ہے جسکے گیارہویں کرنے کے لیے نہ خود قرآن میں
فرمایا ونہ اپنے حبیب کی زبان سے ارشاد کرایا پیر پیغمبر ولی شہید اپنے اختیار سے کسیکو نفع یا ضرر
نہیں پہونچا سکتے جیسا کہ اللہ تعالی فرماتا ہے قل افاتخذتم من دونہ اولیاء لا یملکون
لانفسہم نفعا ولا ضرا ـ واتخذوا من دون اللہ لا یخلقون شیئا وہم یخلقون ولا یملکون
لانفسہم ضرا ولا نفعا ولا یملکون موتا ولا حیوۃ ولا نشورا ـ ولا تدع من دون اللہ ما لا ینفعک
ولا یضرک فان فعلت فانک اذا من الظالمین ـ ولا تہدی من احببت ولکن اللہ یہدی
من یشاء ـ قل لا املک لنفسی نفعا ولا ضرا الا ما شاء اللہ ـ وما تشاؤن الا ان یشاء اللہ
ان اللہ کان علیما حکیما ـ وما تشاؤن الا ان یشاء اللہ رب العالمین ـ ولو شاء اللہ
ما اقتتلوا ولکن اللہ یفعل ما یرید ـ ولو شاء ربک ما فعلوہ فذرہم وما یفترون ـ ان ربک
فعال لما یرید ـ حتی اذا استیئس الرسل وظنوا انہم قد کذبوا جاءہم نصرنا فنجی من نشاء
ولا یرد باسنا عن القوم المجرمین ـ وقال الملا علی القاری فی شرح الفقہ الاکبر والحق
الصحیح الذی اتفق علیہ السلف والخلف ان ما شاء اللہ کان وما لم یشاء لم یکن ـ دوم
یہ کہ اگر وہ گیارہویں ساتھ التزام وقیودات مذکورہ کے اس اعتقاد سے کرتا ہے
کہ اس طور کی گیارہویں موجب ثواب و رضامندی بڑے پیر کی ہے اور خلاف میں
اسکے ثواب کم اور ناراضامندی بڑے پیر کی ہے تو ایسی گیارہویں بدعت سیئہ ہے
اور وہ اور اوسکے مرتکب دونوں مردود ہیں کیونکہ نام ہی ایسی نئی چیز کا کہ نکالی جاوے
دین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں اور ہو خلاف اصول دین اور قواعد سنت کی جیسا کہ
روایت ہے جابر رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اما بعد فان خیر الحدیث
کتاب اللہ وخیر الہدی ہدی محمد صلی اللہ علیہ وسلم وشر الامور محدثاتہا وکل بدعۃ
ضلالۃ رواہ مسلم وایاکم ومحدثات الامور فان کل محدثۃ بدعۃ وکل بدعۃ ضلالۃ رواہ احمد

و ابو داؤد و الترمذی و ابن ماجۃ وعن عائشۃ قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ و
سلم من احدث فی امرنا ہذا ما لیس منہ فھو رد رواہ البخاری و مسلم - بدعت ایسی بری
چیز ہے کہ مبتدع تا وقتیکہ اپنی بدعت سے باز نہ آوے کوئی عبادت اوسکی درجہ
قبولیت کو نہین پہونچتی ہے اور جبتک مبتلا بہ بدعت رہتا ہے توبہ بھی
اوسکی نہین قبول ہوتی چنانچہ ابن عباس رض سے مروی ہے قال رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم ابی اللہ ان یقبل عمل صاحب بدعۃ حتی یدع بدعتہ رواہ ابن ماجۃ
وعن حذیفۃ رض قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یقبل اللہ لصاحب بدعۃ صوما ولا حجا
ولا عمرۃ ولا جہادا ولا صرفا ولا عدلا یخرج من الاسلام کما یخرج الشعر من العجین رواہ
ابن ماجۃ وعن انس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ حجب التوبۃ عن کل
صاحب بدعۃ حتی یدع بدعتہ رواہ الطبرانی - مبتدعین ایسے بری نزدیک رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کی ہین کہ انکی توقیر و تعظیم کرنی باعث ہدم اسلام ہے چنانچہ ابراہیم
بن میسرۃ سے مروی ہے قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من وقر صاحب
بدعۃ فقد اعان علی ہدم الاسلام رواہ البیہقی - اب جاننا چاہیے کہ یہ گیارہ شئین
ایسی کتاب معتبر ہین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یا صحابہ رض یا تابعین یا ائمہ مجتہدین سے
ثابت نہین پس اسکی بدعت سیئہ ہونے مین کوئی شبہہ نہین ہے ان سے بچنا ہر مسلمان
پر واجب ہے **فائدہ** جو چیز بعد آنحضرت صلعم کے پیدا ہوئی وہ بدعت اوسمین سے
جو موافق اصول اور مطابق قواعد سنت کے ہو اوسکو بدعت حسنہ کہتے ہین اور جو
مخالف اوسکے ہو اوسکو بدعت ضلالت اور سیئہ کہتے ہین چنانچہ حدیث صحیح مسلم مین
مراد کل بدعۃ ضلالۃ سے یہی ہے - اور بعض بدعت عند العلماء واجب ہے مثل تعلیم علم
نحو بغرض سمجھنے کلام اللہ و حدیث وغیرہما کے اور بعض بدعت حرام ہے مانند مذہب
جبریہ و قدریہ وغیرہ کے اور رد کرنا انکا بدعات واجبہ سے ہے اور بعض بدعت مستحب ہے

[illegible]

نیاز نکرنا [illegible] فہیم سمجھ [illegible] نذر و نیاز من قبیل [illegible] بار الٰہا اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کامل کو [illegible] توفیق توبہ [illegible]

جیسے مدرسہ بنانا اور اسیطرح جتنا نفقہ کام کہ حضرت کے زمانہ میں نہ تھے اور بعض
مکروہ مثل نقش و نگار کرنے مساجد اور کلام اللہ کے اور بعضے مباح مانند اچھی کہانے
اور پینے اور اچھی پوشاک اور مکان کے کہا امام شافعی نے کہ جو بات نئی نکالی جاوے
اور وہ مخالف کتاب یا سنت یا قول مثل صحابہ یا اجماع کے ہو ضلالت ہی اور جو ایسی نہو
ایسا نہیں ہی وہ بری مظاہر الحق ترجمہ مشکوٰۃ میں نا قلا عن شیخ عبد الحق و سید جمال الدین
و ملا علی قاری لکہا ہے قال النووی البدعۃ بکسر الباء فی الشرع ہی احداث ما لم یکن فی
عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہی منقسمۃ الی حسنۃ و قبیحۃ و قال ابن عبد السلام فی آخر
القواعد البدعۃ منقسمۃ الی واجبۃ و محرمۃ و مندوبۃ و مکروہۃ و مباحۃ قال والطریق فی ذلک
ان تعرض البدعۃ علی قواعد الشریعۃ فان دخلت فی قواعد الایجاب فہی واجبۃ او فی
قواعد التحریم فہی محرمۃ او الندب فمندوبۃ او المکروہ فمکروہۃ او المباح فمباحۃ وللبدعۃ
الواجبۃ امثلۃ منہا الاشتغال بعلم النحو الذی یفہم منہ کلام اللہ تعالی و کلام رسولہ صلی اللہ
علیہ وسلم و ذلک واجب لان حفظ الشریعۃ واجب ولا یتاتی حفظہا الا بذلک وما لا یتم الواجب
الا بہ فہو واجب الثانی حفظ غرائب الکتاب والسنۃ من اللغۃ الثالث تدوین اصول الفقہ
الرابع الکلام فی الجرح والتعدیل و تمییز الصحیح من السقیم وقد دلت قواعد الشریعۃ علی ان
حفظ الشریعۃ فرض کفایۃ فیما زاد علی المتعین ولا یتاتی ذلک الا بما ذکرناہ وللبدع المحرمۃ
امثلۃ منہا مذاہب القدریۃ والجبریۃ والمرجئۃ والمجسمۃ والرد علی ہؤلاء من البدع الواجبۃ
وللبدع المندوبۃ امثلۃ منہا احداث الربط والمدارس وکل احسان لم یعہد فی العصر الاول و
منہا التراویح والکلام فی دقائق التصوف وفی الجدل ومنہا جمع المحافل فی الاستدلال علی
المسائل ان قصد بذلک وجہ اللہ وللبدع المکروہۃ امثلۃ کزخرفۃ المساجد و تزویق المصاحف
وللبدع المباحۃ امثلۃ منہا المصافحۃ عقیب الصبح والعصر عند الشافعی ومنہا التوسع
فی اللذیذ من الماکل والمشارب والملابس والمساکن و لبس الطیالسۃ و توسیع الاکمام

وقد يختلف في بعض ذلك فيجعله بعض العلماء من البدع المكروهة ويجعله آخرون
من السنن المفعولة في عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم فما بعده وذلك كالاستعاذة
في الصلوة والبسملة من العزيزي شرح جامع الصغير ومن الطريقة المحمدية فان قيل
كيف التطبيق بين قوله عليه السلام كل بدعة ضلالة وبين قول الفقهاء ان البدعة قد
تكون مباحة كاستعمال المنخل والمواظبة على اكل لباب الحنطة ونحو ذلك وقد تكون مستحبة
كبناء المنارة والمدارس وتصنيف الكتب بل قد يكون واجبة كنظم الدلائل لرد شبهة
الملاحدة ونحوهم قلنا للبدعة معنى لغوي عام هو المحدث مطلقا عادة او عبادة لانها اسم
من الابتداع بمعنى الاحداث كالرفعة من الارتفاع والخلفة من الاختلاف وهذا هو المنقسم
في عبارة الفقهاء يعنون بها ما احدث بعد الصدر الاول مطلقا ومعنى شرعي خاص هو الزيادة
في الدين او النقصان منه الحادثان بعد الصحابة بغير اذن من الشارع لا قولا ولا فعلا ولا صريحا
ولا اشارة فلا تتناول العادات اصلا بل تقتصر على بعض الاعتقادات وبعض صور العبادات
فهذه هي مراده عليه السلام بدليل قوله عليكم بسنتي وسنة الخلفاء الراشدين المهديين
وقوله عليه السلام انتم اعلم بامر دنياكم وقوله من احدث في امرنا هذا ما ليس منه فهو رد واما البدعة
في الاعتقاد فهي المتبادرة من اطلاق البدعة والمبتدع والمبتدعة وهي اهل الاهواء فبعضها كفر و
بعضها ليست به ولكنها اكبر من كل كبيرة في العمل حتى القتل والزنا وليس فوقها الا الكفر ولكنها
في الاجتهاد فليس بعذر بخلاف الاجتهاد في الاعمال وهذه هي البدعة التي خالفها اهل السنة والجماعة
والبدعة في العبادة وان كانت دونها لكنها ايضا منكر وضلالة لا سيما اذا صادمت سنة مؤكدة
ومقابل هذه البدعة سنة الهدى وهي ما واظب النبي عليه السلام عليه على سبيل العبادة مع الترك
احيانا او مع عدم الانكار على تاركه كالاعتكاف واما البدعة في العادة كالمنخل فليس فعلها ضلالة
بل تركها اولى فقط كما او في ضدها السنة الزائدة وهي ما واظب عليه النبي عليه السلام من
جنس العادة كالابتداء باليمين في الافعال الشريفة وباليسار في الخسيسة فهي مستحبة

فعلم ان البدعة بالمعنى الاعم في حق التارك ثلثة اصناف مرتبة في القبح فاذا علمت هذا فالمنارة
يؤذن لاعلام وقت الصلوة والمراد بها الاذان والمدارس جمع مدرسة تبنى لاجل التعليم
والتبليغ ورد البدعة منظم الدلائل نهي عن المنكر وذب عن الدين فكل ما ذكر فيه بل الموجب
به وعدم وقوعه في الصدر الاول اما لعدم الاحتياج او لعدم القدرة لعدم المال او لعدم
التفرغ له بالاشتغال بالجهاد ونحو ذلك ولو تتبعت كل ما قيل فيه بدعة حسنة من جنس
العبادة وجدتها ماذونا فيه من الشارع اشارة او دلالة ثم اعلم ان فعل البدعة اشد ضررا
من ترك السنة بدليل ان الفقهاء قالوا اذا تردد في شيء بين كونه سنة او بدعة فتركه
لازم واما ترك الواجب فهو اشد من فعل البدعة او على العكس ففيه اشتباه حيث قالوا
فيمن تردد في شيء بين كونه بدعة وواجبا انه يفعله اور یہی طریقہ گیارہویں کا بہت سا
رکھتا ہے ساتھ طریقہ کفار کے اور طریقہ کفار کا یہ تھا کہ مویشیون مین کوئی ہوا
اور کہیتیون مین سے جو کچھ پیدا ہوتا واسطے معبودون اپنے کے مقرر کرتے
تھے اور کہتے تھے یہ حصہ خدا کا ہے اور یہ واسطے ٹھاکرون ہمارے
کے اور یہ بھی کہ گوشت کا جسکو ہم چاہینگے دیوینگے یعنی خادمون
بتخانہ کو جیسا کہ فرمایا ہے اللہ تعالی نے وجعلوا للہ مما ذرا من الحرث والانعام
نصیبا فقالوا ھذا للہ بزعمھم وھذا لشرکائنا فما کان لشرکائھم فلا یصل الی اللہ وما کان
للہ فھو یصل الی شرکائھم ساء ما یحکمون وقالوا ھذہ انعام وحرث حجر لا یطعمھا
الا من نشاء اور زعم کرنا سیدونکا اسبات مین کہ آجکی تاریخ کے دودہ اور غلہ کا
ہین مستحق ہون دوسرا کوئی نہین فاسد و دعوی بلا دلیل اور خلاف شریعت ہے
اسواسطے کہ اگر دودہ وغیرہ گیارہوین کا منذور لغیر اللہ ہے پس بوجہ حرمت کے
کسی مسلمان کو لینا و کہانا روا نہین چنانچہ حکم اسکا جواب سوال اول مین بالتفصیل
مذکور ہو چکا اور اگر یہ چیزین نذر واسطے اللہ کے ہے اور ایصال ثواب نذر کا واسطے

شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ کے مقصود ہے پس اس صورت میں لینا سادات کو ہرگز جائز نہوگا اسواسطے کہ نذر واجب ہی مثل زکوۃ کے اور زکوۃ سیدون کو لینا حرام ہے پس لینا اشیاء مذکورہ گیارہوین کا حرام ہوگا لقوله علیه السلام

ان هذه الصدقات انما هی اوساخ للناس وانها لاتحل لمحمد ولا لآل محمد رواه مسلم و قال علیه السلام نحن اهل بیت لاتحل لنا الصدقة رواه البخاری وفی العالمگیریة ولا یدفع الزکوة الی بنی هاشم وهم آل علی وآل عباس وآل جعفر وآل عقیل وآل الحارث بن عبد المطلب کذا فی الهدایة انتهی وفیه ایضا هذا فی الواجبات کالنذر والزکوة والعشر والکفارة فاما التطوع فیجوز الصرف الیهم کذا فی الکافی

بہتر یہ ہے کہ مال زکوۃ اور صدقۃ الفطر اور منذورات اول صرف کیے جاوین پہلے طرف اپنے بہائیون اور بہنون کے بعد اوسکے طرف اولاد اونکی کے اسی سلسلہ کے ساتھ طرف باقی اور اقاربون کی کما فی العالمگیریة والافضل فی الزکوة والفطر والنذور الصرف اولا الی الاخوة والاخوات ثم الی اولادهم ثم الی الاعمام والعمات ثم الی اولادهم ثم الی الاخوال والخالات ثم الی اولادهم ثم الی ذوی الارحام ثم الی الجیران ثم الی اهل حرفته ثم الی اهل مصره او قریته کذا فی السراج الوهاج انتهی

تیسرا سوال یہ ہے کہ اگر کوئی نذر واسطے اللہ کے اسطرح پر کرے کہ یا اللہ تعالی اگر شفا دیگا تو میری بیماری کو یا پہیر لاویگا تو میرے غائب کو تو تیرے واسطے دودہ یا بکرا یا حلوا یا روٹی وغیرہ کہلاؤن گا خاص کر گیارہوین تاریخ کو ہر مہینے کے اور ثواب ایفای نذر کا حضرت شاہ عبد القادر جیلانی رحمہ اللہ کو یا اور کسی ولی رضی اللہ عنہ کو بخشون گا اس امید سے کہ بعوض اهدای ثواب مجہکو منفعہ اوس ولی اللہ سے نفع ہو یگا مثل تکثر اموال یا اولاد یا صحت بدنی و دیگر مطالب دنیوی اور بصورت نہ بخشنے ثواب کے اس فلانے ولی سے ضرر ہو یگا مثل ہلاک ہونے اولاد اور مال اور غیر ذلک کے آیا یہ حرام ہے یا جائز

جواب سوال سوم

نذر اللہ جل شانہ کے واسطے ماننی درست بلکہ سنت ہے جیسا کہ تفسیر کبیر و کشاف و
احمدی و ابو سعود و عزیزی میں نقل کیا ہے عن ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما ان
الحسن و الحسین علیہما السلام مرضا فعادہما رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی اناس معہ
فقالوا یا ابا الحسن لو نذرت علی ولدک فنذر علی و فاطمۃ و فضۃ جاریۃ لہما ان شفاہما اللہ
تعالی ان یصوموا ثلثۃ ایام و قال علیہ السلام من نذر ان یطیع اللہ فلیطعہ و من نذر ان یعصیہ
فلا یعصہ رواہ البخاری لیکن پہونچانا ثواب ایفای نذر کا کسی ولی کو اولیاء اللہ سے
ساتھ اون اعتقادات باطلہ اور قیود فاسدہ کے کہ جو سائل نے ذکر کیے ہیں شرک
صریح ہے اسواسطے کہ نافع و ضار حقیقی اللہ تعالی ہے چنانچہ زاد الآخرۃ میں ہے
در امور عالم بارادت خود تصرف نمودن و میرانیدن و زندہ کردن و فراخی روزی و
تنگی آن نمودن و بیمار گردانیدن و صحت بخشیدن و حاجت و مراد بر آوردن و رفع
بلا و آفت نمودن و جز آن مختص بذات حق تعالی ہست و آنرا برای دیگری از رسل و
انبیا و اولیا و شہدا و پیران و بزرگان و غیرہم نیز دانستن و باین اعتقاد نذر و نیاز
قبول کردن و مقاصد و مطالب از ایشان درخواستن و در وقت مصیبت و آفت
یاد آوردن شرک ست انتہی اور اللہ تعالی خود فرماتا ہے قل لا املک لنفسی نفعا و لا
ضرا الا ما شاء اللہ الآیۃ اور زیادہ تفصیل اسکی بیچ جواب سوال اول و دویم کے مذکور
ہے **سوال چہارم** یہہ ہے کہ ارواح مُردوں کی وقت مغرب کے شب جمعہ
اور عیدین اور شب برات میں جس مکان میں کہ وہ مرتے ہیں آتے ہیں یا نہیں
بصورت آنیکے وہ روحیں دروازہ پر بیٹھ کر منتظر ثواب رسانی کہانے اور پینے
اور قرآن پڑھنے وغیرہ کے زندوں سے رہتے ہیں یا نہیں اور اگر اونکے
وارثوں نے ثواب پہونچایا تو دعا کرتے جاتے ہیں ورنہ بددعا کرتے جاتے ہیں
یا نہیں آور بعضے کتابوں میں جو مذکور ہے کہ ارواح مُردوں کی طرف اپنے

مکان کے اوقات مذکورہ مین آتی ہی ایسی کوئی سند قرآن اور حدیث سے کہ یا کتب
معتبرہ سے ثابت ہے یا نہین اور ان اوقات مذکورہ مین تعین ایصال ثواب شیرینی
کا کرنا جائز ہے یا نہین جواب سوال چہارم جاننا ہونا روحونکا بیچ ان شہرون
کے کہ سائل نے ذکر کیا ہے قرآن یا احادیث صحیحہ مرفوعہ متصل الاسناد سے ثابت
نہین جیسا کہ لکھا ہے محی السنۃ وقامع البدعۃ جو مشتہر فی الآفاق استاذ الاستاذ
حضرت مولانا شاہ محمد اسحق محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالی نے بیچ مائۃ مسائل کے
آمدن ارواح در ین ایام بار روی احادیث صحیحہ مرفوعہ متصل الاسناد ثابت نگشتہ انتہی
اور وہ روایت کہ ارواح اوقات مذکورہ مین آتی ہین جیسا کہ ابراہیم شاہی اور دستور القضاۃ
اور خزانۃ الروایات مین لکھا ہے ضعیف وغریب ہے جیسا کہ بیان کیا ہے صاحب تنبیہ اور وہ بہت ہونے
کو اس روایت کے ملا علی قاری اور شیخ الاسلام اور شیخ عبد الحق رحمہم اللہ نے جامع
البرکات مین اور تعین کرنا پہونچانے ثواب طعام وغیرہ مین علی الدوام بیچ وقت
مقرر ان ایام مذکورہ کے جو سائل نے ذکر کیا ہے جب تک سند صحیح اوسکے
قرون ثلاثہ سے ثابت نہو بدعت ہے بلکہ ترک اسکا واجب ہے اسلئے
کہ تعین ایصال ثواب کا اوقات مذکورہ مین قرون ثلاثہ سے منقول نہین ہے
جیسا کہ محی السنۃ وقامع البدعۃ حضرت مولانا شاہ محمد اسحق محدث دہلوی رحمہ اللہ
نے بیچ مائۃ مسائل کے لکھا ہے تعین فاتحہ شیرینی وغیرہ از طعام در روز ہا
از احادیث و روایات کتب معتبرہ ثابت نشدہ اگر در ین شبہا بدون اصرار و اعتقاد
لزوم تصدق کردہ و ثواب باموات رسانند جائز ہست مگر اصرار و تاکید ہر بار و شب بدون
باین حیثیت کہ گناہ ہی از ترک نکند پس بسبب شیطان ہست چنانچہ ملا علی قاری و طیبی
و سید در شرح مشکوۃ تحت این حدیث لا یجعل للشیطان شیئا من صلاتہ یرے
ان حقا علیہ ان لا ینصرف الا عن یمینہ نوشتہ اند فیہ ان من اصر علی امر مندوب وجعلہ عزما

ولم یفعل بالرغبة فقد اصاب منه الشیطان من الاضلال فلا یؤمن
الاصرار علی بدعة ومنکر انتهى اور عدم نقل تقریر ایصال ثواب کا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ اور تابعین سے دلیل سنیت اور بدعت کی ہے
جیسا کہ صاحب ہدایہ اور فتاوی عالمگیری اور نصاب الاحتساب
اور شامی و مجمع البحرین قائل اسکے ہیں فی الہدایہ یکرہ ان یتنفل بعد
طلوع الفجر باکثر من رکعتی الفجر لانه علیه السلام لم یزد علیهما مع حرصه علی
الصلوة انتهى اور شامی نے لکھا ہے ذکر العلامة نوح افندی ان
وجه الاستدلال بما ذکروه فی کراهة التنفل بعد طلوع الفجر باکثر من رکعتیه
من انه صلعم کان حریصا علی الصلوة وعدم فعله یدل علی الکراهة اذ
لولا الفعل مرة بیانا للجواز وقال فی العالمگیریة قراءة الکافرون الی الآخر
مع الجمع مکروهة لانها بدعة لم ینقل ذلک عن الصحابة والتابعین کذا فی
المحیط وقال فی نصاب الاحتساب فی باب الاحتساب فی فصل البدعة
من الطاعة وترک السنن قراءة الکافرون الی الآخر مع الجمع مکروهة
لانها بدعة لم ینقل ذلک عن الصحابة والتابعین وان ذکر فی الفتاوی
وکذا الدعاء عند ختم القرآن فی شهر رمضان وعند ختم القرآن بجماعة
لان هذا لم ینقل عن النبی صلعم ولا عن الصحابة رضوان الله تعالی عنهم انتهى
وقال صاحب مجمع البحرین فی شرحه ان رجلا یوم العید فی الجبانة اراد
ان یصلی قبل صلوة العید فنهاه علی رض فقال الرجل یا امیر المومنین انی
اعلم ان الله تعالی لا یعذب علی الصلوة فقال علی رض وانی اعلم ان الله
تعالی لا یثیب علی فعل حتی یفعله رسول الله صلی الله علیه وسلم او
یحث علیه فیکون صلاتک عبثا والعبث حرام فلعله تعالی یعذبک به

بمحا الفتاک لبتیہ انتہی ۱۲ مجالس الابرار ان روایات سے صاف ظاہر ہے کہ عدم نقل
قرون ثلثہ سے دلیل بدعت سیئہ کی ہے پس آگے رکھکر روٹی یا اور قسم کے
کھانے کو ایصال ثواب اموات کو کرنا بیچ وقت مغرب شب جمعہ و شب برات و شب
عیدین کی بدعت سیئہ ہے ہاں ایصال ثواب عبادت بدنی و مالی کا اموات کو
کسی وقت منع نہین ہے الا تخصیصہ من عند نفسہ بدون اذن الشارع کے منع
ہے اور حکم بدعت سیئہ او مرتکب اوسکے کا بیچ سوال دوم کے مذکور ہے
پانچوان سوال یہ ہے کہ بعض لوگ ایسا کہتے ہین کہ ای فلانے ولی میرا کام
اگر ہوئیگا تو بہتر ورنہ کرامت تیری مین نہ مانونگا آیا اس طرح کا کلمہ کہنا جائز ہے یا نہین
اور قائل اس قول کا فاسق ہے یا نہین **جواب سوال پنجم** کسی ولی کو بلکہ
کسی مخلوق کو کارخانہ قدرت و انتظام الٰہی مین مداخلت نہین اور کسی فرد بشر
کو اگرچہ مرتبہ علیا رکھتا ہو یہ قدرت نہین کہ قضای حاجت مین ساتھ پروردگار
عالم کے شرکت کر سکے خصوصا ما لا یقدر علیہ الا اللہ مثل بارش اور جلانے اور روزی
دینے اور لڑکا پیدا کرنے وغیرذلک مین کسیکو کچھ اختیار نہین کہ ان سب امور
مین دخل دیوے چنانچہ خود فرماتا ہے اللہ جل شانہ واسطے حبیب اپنے کے
قل لا املک لنفسی نفعا ولا ضرا الا ما شاء اللہ وما تشاءون الا ان یشاء اللہ ان اللہ
کان علیما حکیما قال علیہ السلام ان ما شاء اللہ کان وما لم یشاء لم یکن ولا یکون فی الدنیا
فی الاخرۃ شیء الا بمشیتہ وعلمہ وقضائہ وقدرہ وکتبہ ہکذا فی فقہ الاکبر اور تفصیل اسکی
بیچ جواب دوم کے مرقوم ہے سوا اسکے کہ وہ اپنی حیات مین جناب باری تعالی
مین واسطے قضای حاجت کے دعا مانگے اور یہ امر منافی ولایت ولی نہین بلکہ
عین آیت ولایت ہے پس یہ قول قائل کا کہ ای ولی اگر یہ کام میرا نہوگا تو مین تیری
کرامت کو نہ مانونگا دو حال سے خالی نہین ہے یا تو کہتا ہے بیچ حق اس ولی کے

کروہ حیات ظاہری نہین رکہتا ہے یعنی میت ہے یا یہ حق
اس ولی کے کہ وہ زندہ ہے ساتھ حیات ظاہری کے دونون
حال مین کمال بی ادبی ہے اور اگر عقیدہ رکہتا ہے اسبات کا
کہ اولیاء اللہ مشیت الٰہی مین دخل دیتے ہین تو کافر ہے اور اگر ایسا
عقیدہ نہین ہے تو قائل اس قول کا معتزلہ اور بتدیع ہے
اسلیے کہ کرامت اولیاء سے انکار کرتا ہے چنانچہ فقہ اکبر
اوسکی شرح مین ملا علی قاری نے لکہا ہے الکرامات للاولیاء
حق ای ثابت بالکتاب والسنۃ ولا عبرۃ بمخالفۃ المعتزلۃ واہل
البدعۃ فی انکار الکرامۃ اور کہا صاحب عقائد النسفی نے وکرامات الاولیاء
حق فتظہر الکرامۃ علی طریق نقض العادۃ للولی باقی بخیال مزید تفصیل
فتوی دستخطی و مہری عرب کا جو راقم نے ۱۲۹۰ھ مین ساتھ اپنے
لایا ہے حاشیہ پر نقل کیا جاتا ہے جسکا سوال یہہ ہے کہ
بعض ملکسا مین رواج ہے کہ اراضی متروکہ مورث کی بین الرجال
تقسیم کرتے ہین اور نساء کو مثل بیٹیان اور بہنون کے محروم
کرتے ہین اور ہمارے مقبوضہ از قسم اراضی اوس ملک مین دو قسم
ہوتے ہین ایک تو یہہ کہ اوس زمین مین حقیت ستقلہ قابض کو
بطور حق اہل معاش کے ہوتی ہے اور دوسری قسم صرف
حقیت کاشت کے مالکان قابضان اراضی قسم اول وجہ
محروم کرنے نساء یعنی بیٹیان اور بہنون کے یہہ بیان کرتے
ہین کہ ہمارے ملک مین رواج نہین کہ عورتین حصہ پاوین
اور قابضان اراضی قسم ثانی یہہ کہتے ہین کہ یہہ اراضی غیر

مالک مستقل نہین ہین جیسے ہمیشہ مردون اور عورتون کو دیکھا ہے کہ یہ لوگ صرف حق تعلق کا اشتہار
قائم مقامی مورث کی تناسل پر ہوتا ہے یعنی لائق کاشتکاری کی نہین بلکہ لائق کاشتکار
کے مرد ہین اسواسطے تمام اراضی متروکہ مورث کو اوس کی کاشت سے بین الرجال تقسیم کرتے
ہین اور وہ اگرچہ اوس اراضی کاشت کو بین الرجال موافق سہم شرعی ذرہ ذرہ تقسیم کرلیتے
ہین لیکن اگر کسیکا طرف ایک بالشت بھی زمین زائد چلی جاوے تو مقدمہ لڑا کرتے
ہین اور حق کاشت کو اپنا اسطرح قبض و تصرف مین رکھتے ہین کہ اوسکو بیع اور اجارہ
اور گرو بھی کرتے ہین جسطرح کہ قابضان حقیت ساقط اپنی ملک مین تصرف کرتے
ہین سو یہ رواج موافق شرع شریف کے ہے یا بطور ہندون کے جواب
سوال کا یہ ہے کہ حصہ مرد و عورت دونو کا متروکہ مورث سے بعد ادای دین اور وصیت
کے کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ اور اجماع امت اور قیاس سے ثابت ہے
جو آدمی اوسکے موافق عمل کریگا جنت مین جاویگا اور جو اسکے خلاف کریگا دوزخ
مین جاویگا قال اللہ تعالی یوصیکم اللہ فی اولادکم للذکر مثل حظ الانثیین الی قولہ اجعلوا
الاخوات مع البنات عصبۃ تلک حدود اللہ ومن یطع اللہ ورسولہ یدخلہ جنات تجری من
تحتها الانهار خالدین فیها وذلک الفوز العظیم ومن یعص اللہ ورسولہ ویتعد حدودہ یدخلہ
نارا خالدا فیها ولہ عذاب مهین - اقوال مالکان اراضی قسم اول کا یہ بیان کرنے
وقت حصہ وہی عورتون کے موافق رواج کفار کے اور مخالف قران و احادیث کے
ہے چنانچہ تفسیر معالم التنزیل مین ہے ان الوراثۃ کانت فی الجاہلیۃ بالذکورۃ
والقوۃ فکانوا یورثون الرجال دون النساء والصبیان فابطل اللہ ذلک بقولہ للرجال
نصیب مما ترک الوالدان والاقربون الخ پس جو شخص قابل شرع شریف کے رواج
ملکی یا خاندانی کا اعتبار کرے وہ مبتدع یا زندیق بلکہ کافر باللہ و بالرسول ہے اور قول
قابضان اراضی قسم ثانی کا یہ ہے اراضی سیری ملک نہین ہے جو ہم مردون اور

عورتوں کو حصہ ہوئیں ہم صرف حق یعنی کاشت کا رکھتے ہیں تو عورتیں اس لائق کاشتکاری
کے نہیں ہیں جو حصہ پاویں یا دو حال سے خالی نہیں یا تو وہ تصرف بالبیع زمین متروکہ
متوفی یا رہن رکھنا چاہیں گے اس صورت میں محروم کرنا عورتوں کو متروکہ متوفی
سے مخالف قرآن ہے اور مراد تصرف بالبیع سے یہ ہے کہ وہ قبضہ کی ہوئی
کو بیع یا ہبہ کر سکتا ہے یا وہ تصرف بالبیع زمین متروکہ متوفی سے نہیں کرتا تو
مثل مستاجر کے زمین موجر میں پس اس صورت میں البتہ استحقاق عورتوں کو کسی
طرح کا نہیں پہونچتا ہے اور یہی اوسکو حق بیچنے زمین کا نہیں ہے لیکن سوال
سائل سے ظاہر ہے کہ زمین متروکہ میں تصرف اون لوگوں کا مثل تصرفات
مالکان اراضی کے ہوتے ہیں یعنی حقیت کاشت کی اون لوگوں کی مستقل
معلوم ہوتی ہے کہ جسکو مالکان اراضی چھین نہیں سکتے بلکہ اونکو اوس حقیت
کاشت کی بیع اور ہبہ اور رہن وغیرہ کا حق حاصل ہے جیسا کہ بالفعل صوبہ بہار
اور بنگالہ میں رعایا کو حقیت دائمی کاشت کے حاصل ہے اونکی کاشت کو زمیندار یا
مالکان چھین نہیں سکتے پس اس صورت میں لازم ہے کہ عورتوں کو
اوس حقیت کاشت سے محروم نکریں ورنہ روز قیامت میں ان بعض اہل
[illegible] کے مصداق ہونگے و رحمت الٰہی سے سراسر محروم رہینگے

فنقول وامر الاراضی فی زماننا عام تماہین وتسع بانہ مشوش شرعا جدا اسے
لتفویتنا انا اذا صحابہا یتصرفون فیہا تصرف المالک من البیع والہبۃ والاجارۃ لمنفعتہا
والمزارعۃ ونحوہا ہذا بیان تصرف الملاک ولو دون خراجہا من المؤلف والمقاسمۃ
اسے المقاتلۃ ای الطائفۃ المقاتلۃ الکفرۃ او لطائفۃ غیرہا صاحبتہ بسلطان لاخذ
الخراج الا انہم ای وضعوا الیہ علی الارض اذا باعوا ذلک الارض اخذ بعض
الثمن وہو الذی یسمونہ حق القرار من عند السلطان لاخذہ الخراج
فافہم ۱۲

[illegible]

واذا اناثوا اي واضعوا اليد عليها فان تركوا من خلفهم اولادا ذكورا

يرثونها اي الارض فتتبادر دون سائر الورثة من البنات الزوجات

وذوي الارحام وتحوها ولا يقضي منها ديونه ولا ينفذ وصاياه

يقولون انها لم تكن ماله وانما هي تحت يده للانتفاع بها والا اي

وان لم تركوا اولادا ذكورا فيضبطها من عينه السلطان لاستيفاء خراجها

فاذا اعتبرنا اليد وقلنا انها صحيحة شرعا وقلنا ان الارض ملك

لذي اليد المتوفي يلزم ان يكون ميراثا لكل الورثة ذكورا واناثا

لبعدان تقضى ديونه وتنفذ وصاياه لتقديمهم فضمانها على الميراث

واذا عرفت ذلك فحينئذ بان ما عدا الاولاد الذكور وعدم القضاء للدين

وعدم التنفيذ للوصايا ظلم فهو حرام وتصرفهم اي الذكور

فيها وتصرف من عاينه السلطان في امر ذلك اذا لم يكن في

الورثة اولاد ذكور بل كانوا اناثا محضا التصرف في ملك

الغير وهم الورثة وارباب الديون والوصايا فيكون لما حصل

منها اي من الارض بالبيع خبيثا واثمه قوله لقوله قال في

التاتارخانية رجل غصب ارضا فاجرها واخذ غلته او زرع

الارض كرا فخرج منها اي من الكر او الارض ثلاثة اكرار

يأخذ رأس ماله الكر ويتصدق بالغلة في صورة

الاجارة والكرين في صورة المزارعة ويضمن للنقصان

في الارض لصاحب الارض ان نقص بالزرع وهذا

اي الضمان للنقصان في قولهم جميعا اي

الائمة والصاحبين انتهى ما في التاتارخانية وان

قلنا ان الاراضي ليست مملوكة لاصحابها ورقبتها لبيت المال او المعهود
في زماننا وما تقدم عليه من الازمنة في الدولة العثمانية مما يعرف ابائنا و
اجدادنا ان السلطان اذا فتح بلدة لا يقسم اراضيها بين الغانمين وهذا
اي عدم القسمة جائز كما في التاتارخانية اذ الامام مخير بين القسمة والابقاء
للمسلمين ينتفعون بغلاتها الى يوم القيامة بوضع الخراج الموظف على [illegible]
ويكون تصرف ذي اليد فيها باحدى الطريقين قال في التاتارخانية
السلطان اذا دفع اراضي لا مالك لها وهي التي تسمى اراضي المملكة الى
قوم ليعطوا الخراج جاز وطريق الجواز احد شيئين اما اقامتهم مقام الملاك
في الزراعة واعطاء الخراج او الاجارة بقدر الخراج ويكون الماخوذ منهم
خراجا في حق الامام اجرة في حقهم انتهى فعلى هذين الوجهين لا يجري فيه
البيع والهبة والشفعة والوقف والارث ونحوها لما انه لا ملك في رقبة الارض
لواضع اليد حقيقة انما هو كالمستاجر يملك المنفعة كذا في الطريقة المحمدية و

وستخرم الرجب آفندی

سوال ہفتم

بعضے ملکوں میں یہہ رواج ہے کہ جب کوئی مرجاتا ہے تو قبل تجہیز و
تکفین کے حاضرین نماز جنازہ اور عورتیں رونے والی کے ضیافت
کے لیے کھانا پکایا جاتا ہے اور یہہ بھی دستور ہے کہ جب اہل میت
کھانا نہیں دیتا تو اور لوگ اوسکے ساتھ طعن اور تشنیع سے پیش
آتے ہیں گویا بستی والے لوگ بزور تمام اہل میت سے کھانا لیتے ہیں
تو یہہ سب امور جائز ہیں یا ناجائز

جواب سوال ہفتم

مشغول ہونا اہل میت کا کھانا پکانے میں قبل تجہیز اور تکفین میت کے خلاف
قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے عن حصین ابن وحوح ان طلحة ابن البراء
مرض فاتاه النبی صلی اللہ علیہ وسلم یعوده فقال انی لا اری طلحة الا قد حدث به
الموت فآذنونی وعجلوا فانه لا ینبغی لجیفة مسلم ان تحبس بین ظہرانی اہله رواه
ابوداؤد اور جو رواج کہ خلاف فعل یا قول رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ہو
وہ مردود ہے اور طلب کرنا دعوت کا اہل میت سے بدعت ہے اور مکروہ
ہے فی الشامی یکره اتخاذ الضیافة من الطعام من اہل المیت لانه شرع فی السرور لا فی
الشرور وہی بدعة مستقبحة روی الامام احمد وابن ماجة باسناد صحیح عن جریر بن
عبد اللہ قال کنا نعد الاجتماع الی اہل المیت وصنعهم الطعام من النیاحة انتہی
حرام کما قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم النیاحة من عمل الجاہلیة وفی ...
اتخاذ الطعام فی الیوم الاول والثالث وبعد الاسبوع ...
طریقة المحمدیة لہٰذا سبب انفندی بلکہ سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کہ اقارب اور ہمسایہ کے لوگ واسطے اہل میت کے کھانا پکا کر بھیجیں اور
شفقت اور محبت سے ان کو کھانا خوب سیر ہو کر کھلا دیں کما فی الشامی
ویستحب لجیران اہل المیت والاقرباء الاباعد تہیئة طعام لہم یشبعہم یومہم ولیلتہم
لقوله صلعم اصنعوا لآل جعفر طعاما فقد جاءہم ما یشغلہم حسنه الترمذی وصححه
الحاکم ولانه بر ومعروف ویلح علیہم فی الاکل لان الحزن یمنعہم من ذلک فیضعفون
کذا فی فتح القدیر انتہی

سوال ہفتم

بعض ملکوں میں یہ رواج ہے کہ جب کوئی انتقال کرتا ہے تو میت کے ... ہونا
ہمسایہ والے اور اقارب اور احباب وغیرہ اوسکو بالاتفاق ... کہ آپ ...

[illegible]

او اتخذ او اخل ذهبا يبنى على قبره او بأن كل سنة ويبيع منارات والوقف والوصية باطلة

والمأخوذ منها حرام للآخذ وهو عاص بالتلاوة والذكر لأجل الدنيا انتهى وفي الخلاصة

رجل اوصى بأن يتخذ الطعام بعد موته ليطعم الناس ثلاثة ايام فالوصية باطلة وهو المأثم

انتهى وذكر قاضيخان في فتاواه نقلا عن الشيخ الامام ابي بكر البلخي رجل اوصى

بأن يتخذ الطعام بعد موته ثلاثة ايام قال الوصية باطلة انتهى وفي شرح الطريقة المحمدية

لرجب الافندي فظهر من هذا ان المعتاد في زماننا ليس بجائز بلا خلاف فاذا بطل

الوصية يكون ميراثا للورثة فلا يحل لغني ولا فقير حضورها اذا كان في الورثة صغير نافذا

لحكم الوصية واما فعل الورثة من اموالهم فمكروه وبدعة مستقبحة من اهل الجاهلية

وكذا الاجابة لدعوتهم انتهى ان روایتوں سے معلوم ہوا کہ طالب ہونا اس

طرح کی وصیتوں کا باطل و حرام ہے و اسیطرح کھانا اسکا بھی سب ہونگو حرام ہے

والله اعلم بالصواب اليه المرجع والمآب

ہمیں علم دین و اسلام و ہدایت ہست باقی
جہل و کفر و ضلالت وحید الحق استھانوی
بہاری

بیدہ و المجیب سخاوت حسین قادری بہار
عفی عنہ

طغرا
سخاوت حسین

الجواب صحیح فضل الحق رضا پوری
بہاری

من اجاب فقد اصاب
سعادت علی عفی عنہ فیض آبادی

المجیب مصیب محمد التوحید
حسنی النظامی برکھوی

بازید پوری عفا اللہ
ستر عیوبہ

الجواب حق لا ریب فیہ حررہ
رضا حسن

الاجوبۃ الثمانیۃ کلہا صحیحۃ بلا
ارتیاب کتبہ محمد عبد الغفور [illegible]
البہاری عفا اللہ عنہ

طغرا
محمد عبد الغفور ۱۳۰۲

لا ریب فیہ ان المجیب مصیب والجواب صحیح مشکور و للمستقیم
عبدہ وزیر الدین احمد شیخپوری عفی عنہ

هنا نا و هملیا الینا ... ین ابن المولوی الحاج الحکیم

... اشرف مولوی شمس الآروی که جب مین وطن سے اواخر ماہ شوال سنہ ۱۲۹۹ ہجری میں

تحصیل علوم خدمت کیمیا خاصیت مین جناب سلطان العلما استاذ الکل فی الکل

الحاج الحافظ المحدث المولوی ابو الحسنات محمد عبد الحی اللکنوی ابن استاذ الاساتذہ

ادام اللہ ظلال جلالہا حاضر ہوا اور مقیم دار العلوم اعنی فرنگی محل محلات شہر لکھنو ہو کر عنایات

نامہ اور فوائد عامہ سے مولانا ممدوح کے مستفید ہوا اتفاقاً رسالہ مشہور الایمان

الابطال و النسوان من تصنیف عالم باعمل و اعظم بے بدل ... و ... شیوہ

افاضل بلا اشتباہ جناب حاجی بیت اللہ مولانا الحاج المولوی محمد عبد اللہ جلال مقامی موطن

بیلانی پرگنہ بہار ضلع پٹنہ اوصلہ اللہ الی ما تمناہ و یرضاہ که جنکا فیض دیار مشرق مین

مثل صبح عالم سے ہر دیار و امصار مین تمام ہے رات دن کام انکا یہ راہ رہت پیلانا اونکا کام

نہی سو و جھگڑا ون سے ہمیشہ اعراض تام ہوا ایسی عالم که بوقت درس سے اونکی ایک عالم

مستفیض ہے ایسی واعظ که فوائد نفائس سے اونکی سارا جہان مستفید ہے جب ہی اتفاق نشر

انکا اونکو اوس دیار مین ہوا ہزاروں آدمیوں نے لاکھوں طرح کا فائدہ اوٹھایا المختصر جو کچھ

تعریف اونکی لاکھوں قلیل ہے۔ اونکی ممدوح ہونے پر یہی رسالہ دلیل ہے بنظر قاصر سے

ہذا من اولہا الی آخرہا معائنہ کیا جملہ مسائل کو مستخرج کتب فقہ اور بدلائل قرآن سے

پایا اور ... کو مستنبط آثار صحابہ اور مبرہن باحادیث نبی آخر الزمان سے پایا چونکہ یہ رسالہ

فی الواقع نور ایمان مومنین ہے ۔ اور ... فی ... تقلید ... ہمسایہ ...

... مولوی شیخ محمد ... صاحب ... مطبع ... مین چھپا ۔ اور باہتمام تمام

... اگر شائع ہوا ... کاملین کو بشارت ہے اور ...

تحفہ
صحیح الم...
ا...
بہیہ جواب
وصیت
وتصدق
عفور بہا
واضح ہو
فی النقد الی
وجمعہ وشر
خرافات
الجیران الا
اصنعوا ال
ونیح علیہ
الضیافة
روی الا
الی اہل

DUE DATE

Date | No. | Date | No.